ایم اے شاہد

تنقید و تبصرہ

رئیس الاحرار مولانا محمد علی (سوانح و خدمات)

مرتب : ابوسلمان شاہجہاں پوری، انصار و زاہد وغیرہ
ناشر : گورنمنٹ نیشنل کالج کراچی
صفحات : ۲۸۸

۱۹۷۸ء کو مولانا محمد علی کے سال کی حیثیت سے منایا گیا تھا اس وقت سے لے کر اب تک متعدد رسائل کے خصوصی شمارے شائع ہو چکے ہیں لیکن کیا بلحاظ ترتیب و تدوین اور دیدہ زیبی کے اور کیا بلحاظ علمی معیار جامعیت کے نیشنل کالج کے مجلہ علم و آگہی کے خصوصی شمارے کا جواب نہیں۔ یہ صرف کہنے کو ایک مجلے کا خصوصی شمارہ ہے لیکن یہ مولانا محمد علی پر ایک مستقل تصنیف ہے جس میں مرحوم کے خاندان اور ان کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر دو ر تحقیق دی گئی ہے۔ چونکہ اس کے لکھنے والے متعدد اہل علم ہیں اس لئے زبان و بیان کا اسلوب یکساں نہیں لیکن ان تمام مضمون کی افادیت مسلم ہے۔

پروفیسر محمد ایوب قادری کا مضمون "مولانا محمد علی کا خاندان" بہت تحقیق اور کاوش سے لکھا گیا ہے اور خاندانی زندگی کے بعض ان گوشوں پر نہ صرف معنی خیز اشارے کئے ہیں بلکہ ان کے نسب و خاندان کے بارے میں صاف صاف لکھا ہے کہ وہ پٹھان نہیں تھے بلکہ شیوخ کے ایک خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ مولانا محمد علی کے دادا شیخ علی بخش نے ۱۸۵۷ء میں مجاہدین آزادی کے ساتھ دینے کے بجائے انگریزوں کا ساتھ دیا تھا اور بہترین خدمات بجا لاتے تھے اور ٹھیک اس وقت جبکہ بہی خواہان ملک و قوم کے لیے پھانسیوں کے پھندے آراستہ کئے جا رہے تھے اور انھیں تختہ دار پر کھینچا جا رہا تھا شیخ علی بخش نے "حسن خدمات" کے صلے میں سند حسن خدمات، خطاب اور جاگیر حاصل کی تھی اور اپنے اس افتخار و اعزاز پر پھولے نہ سما رہے تھے۔ اگرچہ مولانا محمد علی نے ملک و قوم کی راہ میں اپنی جان قربان کر کے اپنے جد کی اس غداری کی تلافی کرنے کی پوری کوشش کی لیکن تاریخ میں کے دامن پر جو داغ نظر آتا ہے اسے کوئی نہیں مٹا سکتا۔ عام طور پر مصنفین مولانا محمد علی کے خاندان

کے ذکر میں اس مقام سے سرسری گزرے ہیں لیکن ایوب قادری صاحب نے ان کے خاندان اور جد کی سیرت کے نقوش کو واقعی طور پر نمایاں کر دیا ہے۔ خاندان ہی کے سلسلے میں ایک اہم کام خاندان کا جامع شجرہ ہے۔ جو ان کے خاندان ہی کے ایک فرد نے نہایت محنت سے ترتیب دیا ہے چونکہ خاندان کے بعض افراد اپنے تیئں پٹھان یا شیوخ کے بعض اعلیٰ خاندان سے کہلانا پسند کرتے ہیں اس لئے ان کی کوشش یہی رہی کہ ان کے خاندان کا شجرہ مرتب ہی نہ کیا جائے لیکن احسن علی کی انصاف پسندی ہمت اور اعلیٰ اخلاق کی داد دینی پڑتی ہے کہ وہ اس کڑوی گولی کو صبر و ضبط کے ساتھ نگل گئے۔

خاندان کے حالات اور بعض افرا خاندان کے سوانح و خدمات کے تذکرے کے بعد محمد علی کی سیرت و سوانح کا حصہ ہے یہ بھی مفید اور لائق مطالعہ مضامین پر مشتمل ہے، شاعری کا باب بھی جامع ہے لیکن اس کا سب سے جاندار حصہ صحافت سے متعلق ہے اس میں بہت تحقیق اور جامعیت کے ساتھ مولانا محمد علی کی صحافتی خدمات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ کامریڈ اور ہمدرد کے اجراء کی تاریخ اور خدمات کے تذکرہ و تعارف کے علاوہ ایک بہت ہی مفید کام کامریڈ اور ہمدرد کے اداروں میں مختلف حیثیتوں سے کام کرنے والے اشخاص کا تذکرہ ہے اس کتاب میں بعض علمی نوادر نے بھی جگہ پائی ہے اس باب کا مضمون "تحریک خلافت کی چند نایاب اور غیر مطبوعہ نظمیں" بڑی محنت سے لکھا گیا ہے۔ اس کے مصنف پروفیسر خواجہ اسرار احمد ہیں۔ شعراء کے "خراج عقیدت" کے بعد ایک مضمون "معاصر" کے ذیل میں مولانا محمد علی اور علامہ اقبال کے عنوان سے پروفیسر ابو سلمان شاہجہاں پوری کا ہے۔ اس موضوع پر اور بھی کئی مضمون لکھے گئے ہیں لیکن عام طور سطحی نظر سے کام لیا گیا اور جانبین سے صرف "محاسن کے اعتراف" تک بحث محدود رہی تھی۔ شاہجہانپوری صاحب نے صرف محاسن ہی پیش نہیں کیے۔ وہ دونوں کی زندگی کے ان گوشوں کو بھی ضبط تحریر میں لے آئے ہیں۔ جہاں دونوں بزرگوں میں شدید اختلاف پایا جاتا تھا اس طرح تبصرہ نگار کی نظر میں یہ پہلا تحقیقی مضمون ہے جس میں دو اکابر و معاصر کے تعلقات، اور اعتراف و اختلاف کے نشیب و فراز کے ذکر میں توازن پایا جاتا ہے۔

امید ہے کہ یہ نمبر اپنی خوبیوں کی وجہ سے علمی حلقوں میں بہت پسند کیا جائے گا اور حوالے کا کام دے گا۔